

عقد نکاح میں کفالت کی حقیقت

The Verity of Kafa'at(Compatibility) in Marriage Contract

*ڈاکٹر حسین محمد

**حنیف اللہ

Abstract

Kafa'at is a term used in the field of Islamic jurisprudence which means equivalence and closeness between the expected spouse i.e. Male and female in specific area. So it may be defined as the compatibility or equivalence between the expected husband and his expected wife which have to be adhered to in future. This compatibility standard suggested by Islam is highly effective, that include religion, profession, wealth, lineage, moral and social standard. The Hanafi, the Shaft's and the Hanbali schools concur in requiring kafa'at in religion (Islam), freedom (i.e. in his not being a slave), profession and lineage. These schools differ regarding *kafa'at* in wealth. The Hanafi and the Hanbali schools recognize it, while the Shaft's school does not. The Maliki School do not accept the notion of *kafa'at* except in religion.

The emphases of this Kafa'at are to make the spouse relation pleasant, everlasting and coherences. The alikeness suggested by Islam between male and female is also traditional and logical value which Islam highly encouraged. The hidden philosophy of Kafa'at is to build the relation between the expected spouses more effective and pleasant.

Keywords: Kafa'at, Compatibility, Spouses, Islamic Jurisprudence, Qura'n

*چیرمین، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

** ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

کفالت کا لغوی معنی: کَفَاءَةٌ كُفُوٌّ سے مصدر کا صیغہ ہے اور اس کا معنی مساوات اور برابری کے ہیں۔ كُفُوٌّ يَكْفُوهُ (بروزن فعل) اور كُفُوٌّ كُفُوٌّ (دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے كُفُوٌّ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی نسبت سے دوسرے کے ہم مثل اور ہم سر ہو¹۔ لفظ كُفُوٌّ ہم سر اور ہم مثل کے معنی میں قرآن کی درج ذیل آیت میں بھی استعمال ہوا ہے:

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ²

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ہم سر نہیں۔

کفالت کی اصطلاحی تعریف:

فقہاء کے یہاں ”کفالت“ ایک خاص قسم کی اصطلاح ہیں جس کا مفہوم ہے۔

”مساواة الرجل للمرأة او كون المرآة اذنی.“³

ترجمہ: مرد عورت کے برابر کا ہو یا اس سے فائق ہو۔

مطلب یہ ہے کہ مرد صفات مخصوصہ ممتازہ میں عورت کے برابر یا اس سے اعلیٰ ہو، مقصود یہ ہے کہ جس سے رشتہ کیا جا رہا ہو وہ ایسا نہ ہو کہ خود لڑکی یا اس کے اقرباء اور اولیاء کے لئے اس سے رشتہ باعث ننگ و عار ہو کہ یہ بات امکانی طور پر مستقبل میں تعلقات کی ناپائیداری اور ناسازی کا موجب بن سکتی ہے، یہ اسلامی نظام کفالت کی بہتری کا ثبوت ہے کہ میاں بیوی کے رشتہ کو پائیدار سے پائیدار بنانا چاہتی ہے اس کی واحد شکل یہی ہے کہ نئی خاندانی اکائی میں معاشرتی، مالی، خاندانی حتیٰ کہ پیشہ اور نفسیاتی لحاظ سے برابری ہو۔

عقد نکاح میں کفالت کا اعتبار:

فقہاء کے اس میں کئی اقوال ہیں۔

پہلا قول: یہ ہے کہ کفالت نکاح کے لزوم کے لئے شرط ہے مطلب اگر عورت نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر لیا، تو نکاح صحیح ہو گا لیکن ولی کو قاضی کے ہاں اعتراض کا حق حاصل ہو گا، چاہے تو نکاح فسخ کر لیں یا باقی رکھیں، اسی طرح اگر ولی نے عورت کا نکاح غیر کفو میں کر لیا، تو عورت کو اعتراض کا حق حاصل ہو گا، چاہے تو نکاح فسخ کر لیں یا باقی رکھیں۔ یہ جمہور فقہاء کا قول ہے⁴۔

پہلے قول کے دلائل:

۱۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کی شادیاں کرائیں، حالانکہ کوئی شخص یا خاندان آپ ﷺ کے مرتبے اور حیثیت کے برابر نہیں ہیں، تو اگر کفالت شرط صحت ہوتی نکاح میں تو آپ ﷺ کے بیٹیوں کا نکاح کسی سے منعقد ہی نہیں ہوتا، لہذا معلوم ہوا کہ کفالت شرط لزوم ہے نہ کہ شرط صحت۔

۲۔ اُنْكَبِي اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَكَرِهْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: اُنْكَبِي اُسَامَةَ، فَهَنَكْتُهٗ، فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ حَايِرًا، وَ اَعْتَبَطْتُ بِهٖ۔⁵

ترجمہ: تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو، فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ میں نے اس کو ناپسند کیا، آپ نے پھر فرمایا: اسامہ بن زید سے نکاح کر لو، چنانچہ میں نے ان سے نکاح کر لیا، اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر (اور برکت) فرمائی اور اس وجہ سے مجھ پر خشک کیا جاتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید سے نکاح کر لیں، تو اس نے آپ ﷺ کی حکم پر اسامہ بن زید سے نکاح کر لیا، تو اگر کفالت شرط صحت ہوتی نکاح میں، تو یہ نکاح منعقد نہ ہوتا، لہذا معلوم ہوا کہ کفالت شرط لزوم ہے نہ کہ شرط صحت۔

۳۔ آپ ﷺ نے زید بن حارثہ جو کہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے زینب بنت جحش سے اس کا نکاح کر دیا اور زینب بنت جحش قریشی تھی، تو باوجود اس کہ یہاں کفالت موجود نہیں تھی پھر بھی یہ نکاح ہوا، تو معلوم ہوا کہ کفالت شرط لزوم ہے ورنہ یہ نکاح منعقد نہ ہوتا جو عدم کفالت کے۔

دوسرا قول: دوسرا قول یہ ہے کہ کفالت عقد نکاح میں شرط صحت ہے اور غیر کفو کے صورت میں نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگا اور مياں بیوی کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور یہ دوسرا قول احناف⁶ (حسن بن زیاد کے قول کے مطابق) اور حنابلہ⁷ (ایک قول کے مطابق) کا ہیں۔

دوسرے قول کے دلائل:

۱۔ قال رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْكِحُوا النِّسَاءَ إِلَّا الْاَكْفَاءَ، وَلَا يُزَوِّجُهُنَّ إِلَّا الْاَوْلِيَاءُ۔⁸

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر عورتوں کا نکاح نہ کرو مگر ان کے کفو سے اور ان کی نکاح نہ کرائیں مگر ان کے اولیاء۔ اس حدیث مبارکہ میں عورت کا نکاح اس کے کفو سے کروانے کا حکم دیا گیا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ کفالت شرط صحت ہے نکاح میں۔

۲- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ، ثَلَاثٌ لَا تُؤَخَّرُهَا: الصَّلَاةُ إِذَا أَتَيْتَ، وَالْجَنَازَةَ إِذَا حَضَرْتَ، وَالْأَيْمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْمًا.⁹
 ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرو: نماز کو جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کو جب آجائے، اور بیوہ عورت (کے نکاح کو) جب تمہیں اس کا کوئی کفو (ہمسر) مل جائے۔“

اس حدیث مبارکہ میں بھی عورت کے نکاح کے لئے کفو کو لازم قرار دیا گیا ہے، لہذا معلوم ہو کہ کفالت شرط صحت ہے نکاح میں۔

۳- عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَخَيَّرُوا لِنُطْفِكُمْ، وَأَنْكِحُوا الْأَكْفَاءَ، وَأَنْكِحُوا
 ۱۰. النِّسْبُ

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اپنے نطفوں کے لیے نیک عورت کا انتخاب کرو اور اپنے برابر والوں سے نکاح کرو اور انہیں کو اپنی بیٹیوں کے نکاح کا پیغام دو۔

اس حدیث مبارکہ میں کفو سے نکاح کرنے کا حکم ہے، تو یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کفالت شرط صحت ہے نکاح میں۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ کفالت کا نکاح میں کوئی اعتبار نہیں ہے اور کفالت نکاح میں شرط ہی نہیں اور یہ مذہب ظاہریہ، امام کرخی، امام جصاص اور امام حسن بصری^{۱۱} کا ہے، اور ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ أَبَا هِنْدٍ، حَجَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبِأْفُوخِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِي بَيْضَةَ أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِ وَقَالَ: وَإِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوُونَ بِهِ خَبْرٌ فَالْحِجَامَةُ.¹²

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابو ہند نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں سینگی لگائی، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”اے بنی بیاضہ! ابو ہند کا (اپنے میں سے کسی کے ساتھ) نکاح کر دو، اور اس سے (اس کی کسی عزیزہ کا) نکاح لے لو۔“ اور فرمایا، ”اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو وہ سینگی لگانے ہی میں ہے۔“

ابو ہندیسار رضی اللہ عنہم تھے، نبی ﷺ نے نبی بیاضہ جیسے عربی خاندان والوں کو فرمایا کہ ان سے رشتہ کر لو، تو معلوم ہوا، کہ کفالت کا نکاح میں اعتبار نہیں ہے

۲- يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ زَيْنَكُمُ وَاحِدٌ، وَإِنَّ آبَاءَكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبٍ عَلَى أَعْجَبِيٍّ وَلَا لِعَجَبِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لَأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدٍ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ۔¹³

ترجمہ: اے لوگو! خرد دار ہو جاؤ کہ تمہارا رب ایک ہے اور بیشک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے، کسی عرب کو غیر عرب پر اور کسی غیر عرب کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی سفید فام کو سیاہ فام پر اور نہ سیاہ فام کو سفید فام پر فضیلت حاصل ہے سوائے تقویٰ کے۔

۳- يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنا دیے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک اللہ کے نزدیک تو تم سب میں عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، بے شک “اللہ سب کچھ جانتا باخبر ہے۔

توضیح: اگر لڑکی خود ولی کی رضا کے بغیر، غیر کفو میں نکاح کر لے تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ اس سلسلے میں میں باقی آئمہ کرام کا موقف یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا، لیکن ولی کو اس نکاح پر اعتراض کرنے اور قاضی سے رجوع کر کے نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوگا، لیکن احناف کے ہاں اس میں دو قول ہیں، پہلا قول یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا، لیکن ولی کو اس نکاح پر اعتراض کرنے اور قاضی سے رجوع کر کے نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوگا، یہ ظاہر روایت ہے اور عام طور پر فتویٰ ظاہر روایت پر دیا جاتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوگا اور متاخرین احناف کی رائے بھی یہی ہے کہ ایسا نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا اور بعد کے فقہاء نے فسادِ زمانہ کی وجہ اسی قول (نکاح منعقد نہیں ہوگا) پر فتویٰ دیا ہے، لیکن موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جیسے جیسے لڑکیوں میں تعلیم کی شرح بڑھ رہی ہے، وہ نکاح میں اپنے حق اختیار کو استعمال کرنا چاہتی ہیں اور تعلیم، معاشی معیار اور مزاج کی ہم آہنگی کو وہ دوسری باتوں پر ترجیح دیتی ہیں، اس لیے بعض اوقات اولیاء کے معیار کے لحاظ سے غیر کفو میں نکاح کر لیتی ہیں، اولیاء کو اگرچہ یہ رشتہ عدم کفالت کی وجہ سے پسند نہیں ہوتا، لیکن جب نکاح ہو جاتا ہے تو وہ اس پر خاموش ہو جانے میں ہی اپنی عزت کا تحفظ محسوس کرتے ہیں، اب اگر متاخرین کے فتویٰ کو لیا جائے تو نکاح منعقد نہیں ہو اور ان کی زندگی معصیت کی زندگی قرار پاتی ہے، چنانچہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی زیر نگرانی عالمی مسائل سے متعلق جو مجموعہ قوانین مرتب ہوا ہے، اس میں اسی قول (کہ نکاح منعقد

ہو جائے گا، لیکن ولی کو اس پر اعتراض کرنے اور قاضی سے رجوع کر کے نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوگا) پر فتویٰ دیا گیا ہے اور مجمع الفقہ الاسلامی الہند نے بھی اپنے گیارہویں فقہی سیمینار منعقدہ ۱۹۹۹ء میں اجتماعی غور و فکر کے بعد یہ بات طے کی کہ اگرچہ لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنے رشتوں کے انتخاب میں اولیاء کی رائے کو اہمیت دینی چاہیے، لیکن اگر عاقلہ بالغہ خاتون نے غیر کفو میں ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح کر لیا تو یہ نکاح شرعاً منعقد ہو جائے گا، البتہ اولیاء کو قاضی کے یہاں مرافعہ کا حق حاصل ہوگا، اگر اولیاء اس نکاح پر خاموش ہو جائیں تو نکاح نافذ رہے گا۔¹⁵

کن امور میں کفالت کا اعتبار کیا جائے گا؟ فقہی مکاتب فکر کا نقطہ نظر

کن امور میں کفالت کا اعتبار کیا جائے گا؟ ان میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہیں۔

احناف کے نزدیک وہ چھ ہیں دین، اسلام، نسب، حریت اور مال۔

مالکیہ کے نزدیک وہ دو/۲ ہیں دین اور حال (یعنی مردان تمام عیوب سے پاک ہو جن کی وجہ سے زوجہ کے لیے خیار ثابت ہوتا ہے)۔

شافعیہ کے نزدیک وہ پانچ ہیں، دین، حریت، نسب، السلامة من العیوب المثبتة للخیار، اور حریت۔

حنابلہ کے نزدیک بھی وہ پانچ ہیں، دین، نسب، حریت اور مال۔¹⁶

کفالت کے پہلو (امور) اور دور حاضر

کفالت کی علت عار ہے تاکہ اگر غیر کفو میں ولی نکاح کر دے تو لڑکی کے لیے باعث عار نہ ہو جائے اور اگر لڑکی از خود نکاح کر لے تو اس کے خاندان والوں کو ننگ و عار محسوس نہ ہو، اب کونسی چیز باعث عار ہے اور کونسی نہیں ہے اس کا دار و مدار عرف پر ہے۔

إِذَا تَبَّتْ اِعْتِبَارُ الْكَفَاءَةِ بِمَا قَدَّمَ مَنَّا فِيمَكِنْ ثُبُوتُ تَفْصِيلِهَا أَيْضًا بِالنَّظَرِ إِلَى عُرْفِ النَّاسِ فِيمَا يَخْفِرُونَهُ وَتُعَيَّرُونَ.¹⁷

ترجمہ: جب میری گد شتہ باتوں سے فی الجملہ کفالت کا معتبر ہونا ثابت ہو گیا، تو اب اس کی تفصیلات کا ثبوت بھی ممکن ہے، اس طرح کہ لوگوں کے عرف کو دیکھا جائے کہ کون سی باتیں ان کے نزدیک باعث تحقارت و ننگ ہیں۔

کفالت کا مسئلہ اجتہادی حیثیت رکھتا ہے اور فقہائے اسلام نے اپنے اجتہادات کی بنیاد پر کفالت کے شرائط کا تعین کیا ہے ان کے اجتہادات کا محور قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ دو ثانوی مآخذ (عرف و سد ذرائع) بھی ہیں، یعنی کفالت کا انحصار عرف و

عادت اور لوگوں کے تعامل پر مبنی ہے جس میں دفع حرج، یسر اور آسانی ملحوظ رکھا گیا ہے کفالت میں بھی یہی اصول کار فرما ہے جس طرح عرف میں مرور زمانہ سے تبدیلی ہو سکتی ہے اسی طرح کفالت کے مسئلہ میں تبدیلی ہو سکتی ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ کفالت کے پہلو (امور) میں ہر زمانے اور جگہ کا اپنا عرف معتبر ہے اور عرف کی بنیادی پر کفالت کے پہلوؤں میں تغیر و تبدل ہو سکتی ہے، چنانچہ دورِ حاضر کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض ان چیزوں کو بھی امور کفالت میں شامل کیا جاسکتا ہے، جسکی وجہ لڑکی یا اس کے خاندان والوں کو ننگ و عار محسوس ہو۔

لہذا اپنے علاقہ کے عرف و عادات کے مطابق نکاح اور دو شخصوں اور خاندانوں کے تعلقات کے استحکام اور رشتہ کی پائیداری کے لیے ایسا قدم اٹھانا بہتر ہو گا جو ٹھوس ہو اور آگے چل کر شقاق اور توافر کا باعث نہ بنے۔

عقد نکاح میں فلسفہ کفالت:

انسانی نفسیات کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ بہت ہی کم اور شاذ و نادر ایسے حضرات ہوں گے جو صرف ”، إِنَّ أَوْلَىٰكُمْ عِنْدَ اللَّهِ التَّقْوَمُ“ کے اصول کو رشتہ ازدواج میں کافی سمجھیں اور ان کی نظر نہ لڑکے، لڑکی کی عقل و شکل پر جائے، نہ تعلیم و تہذیب پر، نہ رنگ و نسب پر، نہ جاہ و مال پر۔ رشتہ ازدواج جو تکہ محض ایک نظریاتی چیز نہیں، بلکہ زندگی کی امتحان گاہ میں ہر لمحہ اسے عملی تجربوں سے گزرنا ہوتا ہے اور اس رشتے سے بڑھ کر (اپنے عملی آثار و نتائج کے اعتبار سے) کوئی رشتہ اتنا نازک، اتنا طویل اور ایسے وسیع تعلقات اور ذمہ داریوں کا حامل نہیں، اس لئے اسلام نے جو صحیح معنوں میں دینِ فطرت ہے انسانی فطرت کی ان کمزوریوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا، اس لئے اس نے اپنے ”أصول مساوات“ کے مطابق جہاں یہ فتویٰ دیا کہ ایک مسلمان خاتون کا نکاح، بلا تمیز رنگ و نسل، عقل و شکل اور مال و وجاہت ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے، وہاں اس نے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پابندی بھی عائد کی ہے کہ اس عقد سے متاثر ہونے والے اہم ترین افراد کی رضامندی کے بغیر بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے، تاکہ اس عقد کے نتیجے میں ناخوشگوار یوں، تلخیوں اور لڑائی جھگڑوں کا طوفان برپا نہ ہو جائے، یہ حاصل ہے اسلام میں مسئلہ کفو کی اہمیت کا۔

اسلامی قانون ازدواج کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ نوع انسانی کی دونوں صنفوں کے درمیان ازدواج کا تعلق موڈت و رحمت کی بنیاد پر ہو شریعت یہ چاہتی ہے کہ ازدواجی تعلق ایسے مرد اور عورت کے درمیان قائم ہو جن کے درمیان، غالب حال کے لحاظ سے، موڈت و رحمت کی توقع ہو اور جہاں یہ توقع نہ ہو وہاں رشتہ کرنا مکروہ ہے یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لینے کا حکم دیا ہے (یا کم از کم مشورہ دیا ہے۔

لِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ.¹⁸

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو حتی الامکان اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کو اس عورت سے نکاح کی رغبت دلانی والی ہو۔

اور یہی وجہ ہے کہ شریعت نکاح کے معاملہ میں کفالت (ہمسری) کو ملحوظ رکھنا پسند کرتی ہے اور غیر کف میں نکاح کو مناسب نہیں سمجھتی، جو عورت اور مرد اپنے اخلاق میں، اپنی دینداری میں، اپنے خاندان کے طور طریقوں میں اور رہن سہن میں، ایک دوسرے سے مشابہت یا کم از کم قریبی مماثلت رکھتے ہوں، ان کے درمیان مؤدت و رحمت کا رابطہ پیدا ہونا زیادہ متوقع ہے اور ان کے باہمی ازدواج سے یہ بھی توقع کی جاسکتی ہے کہ ان دونوں کے خاندان بھی اس رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو سکیں گے بخلاف اس کے جن کے درمیان یہ مماثلت موجود نہ ہو، ان کے معاملہ میں زیادہ تر اندیشہ یہی ہے کہ وہ گھر کی زندگی میں اور اپنے قلبی تعلق میں ایک دوسرے سے متصل نہ ہو سکیں گے اور اگر شخصاً میاں بیوی باہم متصل ہو بھی جائیں تو کم ہی امید کی جاسکتی ہے کہ دونوں خاندان آپس میں مل سکیں، شرع اسلامی میں مسئلہ کفالت کی یہی فلسفہ ہے

مسئلہ کفالت میں افراط و تفریط:

عام طور پر لوگ مسئلہ کفالت میں افراط و تفریط کا شکار ہیں، بعض وہ لوگ ہیں جو اپنا سلسلہ نسب کسی بزرگ یا صحابی یا بادشاہ وغیرہ سے جوڑ کر تفاخر و تکبر اختیار کر لیتے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو سرے سے دنیاوی معاملات میں بھی امتیاز کا انکار کر کے اسے مساواتِ اسلام کا نام دیتے ہیں، دونوں باتیں نصوص شرعیہ اور احادیث صریحہ کے خلاف ہیں، بالخصوص نکاح کے معاملات میں کفالت کو نظر انداز کرنا مساواتِ اسلام کے معنوں کی غلط تعبیر ہے، کیا یہ اندھیر نگری ہے کہ تہذیبی طور پر ایک مہذب اور غیر مہذب ایک ہو جائیں، شریف و ذلیل، حاکم و محکوم، مجرم و معصوم، عالم و جاہل سب ایک پلڑے میں تلنے لگیں اور گدھے گھوڑے سب برابر ہو جائیں، ایک ہی لاٹھی سے ہانکے جائیں؟ اس سے نہ صرف دین و مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں بلکہ خود نیاداری کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں اور زندگی وبال ہو جاتی ہے۔ قانون کفالت دراصل اونچ نیچ کے فرق کو ازدواجی زندگی پر اثر انداز ہونے سے روک دیتا ہے، فرق فطرتِ انسانی مٹ نہیں سکتے امتیازاتِ ذہنی تو ہمیشہ رہیں گے قانون کفالت ان امتیازات کو ازدواجی زندگی میں کوئی طوفان کھڑا کر دینے سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے۔

کچھ لوگ کم علمی کی وجہ سے کفو کے قائل نہیں، وہ اسے ہندو دھرم کی طرح کی ذات پات کی تقسیم کے برابر قرار دیتے ہیں یہ نا سمجھی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر گز انسانوں کو اونچا یا نیچا پیدا نہیں کیا ہے سارے انسان برابر ہیں ہر کلمہ گو مسلمان چاہے عربی ہو کہ عجمی، نہیں رکھتا، سب ایک دوسرے کے کفو ہیں لیکن کلمہ گو ہونا کفو ہونے کی Superiority کالا ہو کہ گورا، کوئی کسی پر برتری ہے جیسے Natural Difference پہلی شرط ہے، شریعت یہ بھی چاہتی ہے کہ انسانوں کے درمیان جو فطری اختلاف خاندانوں کا ماحول، علاقوں کا فرق، زبان کا اختلاف، مال اور پیسے کی وجہ سے اپنے اپنے معیار زندگی کا فرق، تعلیم کا فرق، وغیرہ ان کو لازماً پیش نظر رکھا جائے ورنہ ذہنوں میں دوریاں ضرور پیدا ہوتی ہیں، کفو میں مال سب سے اہم ہے اگر لڑکی مال میں زیادہ ہو اور جوڑا جینز لانے کے قابل ہو اور نوکری بھی کرتی ہو تو اس کے دوہی نتائج نکلتے ہیں یا تو شوہر مکمل فرمانبردار ہو جاتے ہیں، عورت قوام بن جاتی ہے، اسکے نتیجے میں آیت الٹ جاتی ہے اور النساء قواموں علی الرجال ہو جاتی ہے یا پھر اگر شوہر حساس ہو تو زندگی دو بھر ہو جاتی ہے، لڑائی جھگڑوں میں اکثر شوہر غصے سے کہتے ہیں، میں تمہارے مال کا بھوکا نہیں تمہارا پیسہ تمہارے منہ پر مار دوں گا، ایسی صورت حال پیش آنے سے پہلے ہی اگر مرد حضرات اپنی اوقات کے مطابق لڑکی کا انتخاب کریں تو ان کی خودداری کو کبھی ٹھیس پہنچے گی اور نہ کفو کو نظر انداز کرنے کے نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔

اللہ کے نزدیک بڑا اور چھوٹا ہونے کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری ہے، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (القرآن) جو زیادہ متقی ہے، اللہ کی نظر میں وہی زیادہ عزت و مرتبے والا ہے، ذات و برادری کا فرق محض تعارف کے لیے ہے اور نکاح کے باب میں اس کا لحاظ صرف اس لیے ہے تاکہ زوجین کی زندگی خوشگوار گزرے اور مزاج میں ہم آہنگی رہے، اگر مسئلہ کفالت کو بالکل یہ نظر انداز کر دیا گیا تو مصالح نکاح کا برقرار رہنا دشوار ہو جاتا ہے۔

بعض احادیث اور روایات میں یہ ترغیب ضرور دی گئی ہے کہ نکاح کفو میں کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ دونوں خاندانوں کے مزاج آپس میں میل کھاسیں، لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کہ کفو سے باہر نکاح کرنا شرعاً ناجائز ہے، یا یہ کہ کفو سے باہر نکاح شرعاً درست نہیں ہوتا، حقیقت یہ ہے کہ اگر لڑکی اور اس کے اولیاء کفو سے باہر نکاح کرنے پر راضی ہوں، تو کفو سے باہر کیا ہوا نکاح بھی شرعاً منعقد ہو جاتا ہے اور اس میں نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی ناجائز بات، لہذا اگر کسی لڑکی کا رشتہ کفو میں میسر نہ آ رہا ہو اور کفو سے باہر کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو وہاں شادی کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، کفو میں رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے لڑکی کو عمر بھر بغیر شادی کے بٹھائے رکھنا کسی طرح جائز نہیں۔

شریعت نے یہ ہدایت ضرور دی ہے کہ لڑکی کو نکاح بغیر ولی کے نہیں کرنا چاہئے، لیکن ولی کو بھی یہ چاہئے کہ وہ کفو کی شرط پر اتنا زور نہ دے جس کے نتیجے میں لڑکی عمر بھر شادی سے محروم ہو جائے اور برادری کی شرط پر اتنا زور دینا تو اور بھی زیادہ بے بنیاد اور لغو حرکت ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَزْوِنُ دِينَهُ وَخُلُقُهُ فَأَنْكِحُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةً فِي الْأَرْضِ وَفَسَادًا. 19

ترجمہ: جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے (اپنی لڑکی کا) نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد برپا ہوگا۔

بعض لوگ کا جو یہ خیال ہے کہ سید لڑکی کا نکاح غیر سید گھرانے میں نہیں ہو سکتا، تو یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے اور شرعاً یہ بات درست نہیں ہے، ہمارے عرف میں ”سید“ ان حضرات کو کہتے ہیں جن کا نسب بنی ہاشم سے جا ملتا ہو، چونکہ حضور پاک ﷺ بنی ہاشم سے تعلق رکھتے تھے، اس لئے بلاشبہ اس خاندان سے نسبی وابستگی ایک بہت بڑا اعزاز ہے، لیکن شریعت نے ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی کہ اس خاندان کی کسی لڑکی کا نکاح باہر نہیں ہو سکتا، نہ صرف شیوخ، بلکہ تمام قریشی نسب کے لوگ بھی شرعی اعتبار سے سادات کے کفو ہیں اور ان کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے، بلکہ قریش سے باہر کے خاندانوں میں بھی باہمی رضامندی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔

خلاصۃ الحجث

۱۔ سماج کو امن اور ترقی کی راہ پر لے جانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ سماجی مسائل کو صحیح نہج پر اعتدال کے ساتھ حل کیا جائے، اس کے لئے جہاں فطری جذبے کا لحاظ ضروری ہوتا ہے، وہیں زمینی حقائق و حالات کو نظر انداز کر دینا دانش و بصیرت اور قابل لحاظ تقاضوں کے منافی ہے، معاشرتی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ مرد، عورت اور لڑکا لڑکی کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا بھی ہے، اس سلسلے میں ان تمام امور کا ممکن حد تک لحاظ کیا جانا چاہئے، جن سے دونوں کی ازدواجی زندگی بہتر طور سے گزر سکے، کفالت (برابری) کا اعتبار، اس تناظر میں انتظامی لحاظ سے کیا جاتا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ شادی بیاہ میں برابری (کفالت) کے سلسلے میں خاصی افراط تفریط پائی جاتی ہے، کچھ لوگ تو سرے سے ہی کفالت کا انکار کرتے ہوئے فقہ اور فقہاء تک کو تنقید

کا نشانہ بناتے ہیں، دوسری طرف کچھ لوگ کفالت کو شرط اور مدار نکاح کا درجہ دیتے ہوئے اپنی اشرافیت و برتری کو بین السطور میں ثابت کرتے ہیں اور غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں، جب کہ راہ صواب افراط و تفریط کے درمیان سے ہو کر گزرتی ہے، لہذا مسئلہ کفالت میں افراط و تفریط سے گریز کیا جائے۔

۲- شریعت نے یہ ہدایت ضرور دی ہے کہ لڑکی کو نکاح بغیر ولی کے نہیں کرنا چاہئے، لیکن ولی کو بھی یہ چاہئے کہ وہ کفو کی شرط پر اتنا زور نہ دے جس کے نتیجے میں لڑکی عمر بھر شادی سے محروم ہو جائے اور برادری کی شرط پر اتنا زور دینا تو اور بھی زیادہ بے بنیاد اور لغو حرکت ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

۳- لوگ محبت ضرور کریں مگر محبوب کو پانے کیلئے خاندان اور اسلامی اقدار سے بغاوت نہ کریں، کیونکہ جہاں خاندان کی حمایت اور غیرت قتل ہوگی وہاں غیرت کے نام پر کشت و خون ہوتا ہے گا، انسان جذباتی فیصلے کر کے اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے پیاروں کی زندگیوں بھی جہنم بنا دیتا ہے، معاشرے میں برائی اور بدکاری کا راستہ روکنے کیلئے نکاح کو آسان بنایا جائے۔

۴- والدین اپنی اولاد سے دوستانہ برتاؤ رکھیں اور ان کی پسند و ناپسند کو اہمیت دیں، دوسری طرف اولاد بھی بے جا شرم سے اجتناب کرتے ہوئے کھلے طریقے سے اپنی پسند و ناپسند سے والدین کو آگاہ کرے اور تمام معاملات انہی کے ذریعے طے کرے، تاکہ ماں باپ کی حمایت اور خاندان کی آن ملیا میٹ کر کے گھروں سے بھاگ کر شادیوں کے نتیجے میں بے حیائی کو فروغ نہ ملے۔

حواشی و حوالہ جات

- 1 ابن منظور الأفریقی، جمال الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی [۱۱ھ]، لسان العرب، حرف الهمزة، فصل الکاف، مادة نکاح، دار صادر، بیروت ۱۴۱۲ھ۔
- 2 القرآن سورة الاخلاص ۱۲۲: ۳
- ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱

- 11 وہبہ از حبلی، وہبہ بن مصطفیٰ، **الفقہ الاسلامی وادبہ**، ج 9، ص 336، دار الفکر، سورہ، دمشق، سطن۔
- 12 ابو داؤد سلیمان بن الأشعث [م 255ھ]، **سنن ابی داؤد**، رقم الحدیث 2102۔
- 13 ابن حنبل، احمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی [م 241ھ]، **مسند الامام احمد بن حنبل**، رقم الحدیث 23389، مؤسسۃ الرسالۃ 2001ء۔
- 14 القرآن، الحجرات 49: 13
- 15 رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، خواتین کے حقوق اور ہندوستانی علماء، ماہ نامہ زندگی نو، ج 38، ش 1، جنوری 2012ء، نئی دہلی۔
- 16 وہبہ از حبلی، وہبہ بن مصطفیٰ، **الفقہ الاسلامی وادبہ**، ج 9، ص 336، دار الفکر، سورہ، دمشق، سطن۔
- 17 ابن اللہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی [م 861ھ]، **فتح القدير**، ج 3، ص 296، دار الفکر، سطن۔
- 18 الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ [م 249ھ]، **سنن الترمذی**، تحقیق: احمد محمد شاہ کراوی، رقم الحدیث: 2352۔
- 19 ایضاً، رقم الحدیث: 1085۔